تاریخ نگاری میں اشعارِ عرب سے استدلال کا اسلوب
(قاضی اطہر مبارک پوریؒ کی تصنیفات کا اختصاصی مطالعہ)

انوار حسین*

Qazi Athar Mubarkpuri is a renowned scholar of subcontinent who rendered best services to probe, compile and highlight the Muslim history in subcontinent since primal era of the Holy Prophets (s.a.w.) to later ages of caliphates. It will not be exaggeration if we claim that he is a reformer of the discipline of Islamic History in subcontinent. His research methodology is an amalgamation of ancient Islamic methodology of scrutiny and authentication of traditions and modern research methodology. He has utilized different tools to discover historical facts that are originated from logical and rational grounds. One of his tools to reveal hidden facts is to consult poetry of early erasand figure outhistorical evidences. He had produced poetry as proof of his many historical claims in a skillful method. Sometimes in his books he quotes verses as fundamental and primary witness for an unveiled historical occurrence. Sometimes he presents verses to support his findings and stance and sometimes he rectifies historical pitfalls that have commonly accepted by historians. The article deals with QaziAtharMubarkpuri's methodology of pottery oriented research and its precedents.

اسلامی تاریخ نگاری وہ وقیع فن ہے جس کی بدولت آج ہم امت مسلمہ کے عظیم الشان ماضی کی تفصیلات سے آگاہ ہیں۔ قوموں کے عروج وزوال کی داستان تاریخ نگاری کے ذریعے ہی آئندہ نسلوں کا منتقل ہوتی ہے۔ زندہ قومیں اپنی تاریخ سے منسلک ہو کر ہی اپنی شناخت قایم رکھتی ہیں۔ اسلامی تاریخ نگاری کے فن کے ذریعے مسلمانوں کو اپنے اسلاف کی اخلاقی عظمت کا بھی پتا چلتا ہے اور قیادت وسیادتِ عالم سے معزول ہو جانے کی وجوہات بھی پتہ چلتی ہیں۔ اقتدار کی طاقت میں اخلاقی عظمت کو برقرار رکھنے کا خوبصورت رویہ بھی معلوم ہوتا ہے اور معمولی سلطنت کی خاطر اپنوں سے غداری وخیانت کے امراض کی جان کاری بھی حاصل ہوتی ہے۔ الغرض اسلامی تاریخ اپنے ہمہ جہت پہلوؤں سے ایک عظیم علم ہے جو عظمت رفتہ

* پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور/لیکچرر، امپیریل کالج آف بزنس سٹڈیز (چارٹرڈ یونیورسٹی)، لاہور۔

کا امین بھی ہے اور عظمت آئندہ کا نقیب بھی۔

اشعار عرب سے استدلال کی روایت امت مسلمہ کے دینی علوم وادب میں ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ لغات قرآنیہ میں اشعار جاہلی سے استدلال مفسرین کا ایک ایسا متفق علیہ اسلوب ہے، جس میں کسی کا نہ اختلاف ہے اور نہ ہی اس کے سوا کوئی ایسا مصدر ہو سکتا جس کو بنیاد بنا کر قرآنی الفاظ کی لغوی اصل بیان ہو سکے۔ اسی طرح عربی لغت نگاروں کے پیش نظر بھی اشعار عرب رہے ہیں جن سے انہوں الفاظ ومعانی کی صحیح تعیین میں استناد کیا ہے۔ علم تفسیر قرآن میں کسی لفظ کے مجازی وحقیقی معانی کی تعیین میں اور اس کے معانی کے تعدد کی صورت میں حقیقی معانی کی تعیین میں اشعار عرب ہی مصدر ہیں۔ اسی طرح اسلامی تاریخ نگاری میں استدلالات کے متعدد اسالیب اختیار کیے گیے ہیں جن میں ایک بنیادی اسلوب شعراء عرب کے اشعار سے واقعات ومعلومات تاریخیہ پر سے استدلال ہے۔ تاریخ طبری کا جائزہ لیا جائے تو بلا شبہ سینکڑوں اشعار سے تاریخی واقعات پر استدلال کیا گیا ہے۔ اسی طرح دیگر کتب مصادر تاریخ اسلامی میں یہ اسلوب جاری و ساری ہے۔

بلاشبہ اسلامی تاریخ نگاری میں اشعار عرب سے استدلال ایک منفرد اسلوب ہے جو تحقیق کے اصولوں کے اعتبار سے بھی بہت وقیع ہے۔ کسی طرح کی تاریخی معلومات یا واقعات کی تصدیق کا اشعار عرب سے ہو جانا ان تاریخی معلومات یا واقعات کا دو جہات سے مؤید ہو جاتا ہے۔ ایک علم تاریخ کی جہت سے اور دوسرا علم ادب عربی کی جہت سے۔ کسی واقعہ کی تصدیق اگر دو مختلف علوم سے ہو جائے تو اس کا پایہ استناد اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

آئندہ سطور میں ہم قاضی مبارک پوری کے اجمالی تعارف کے بعد ان کی گراں قدر تصنیفات سے اشعار عرب سے استدلال کے اسالیب کا تجزیاتی مطالعہ کریں گے۔

قاضی اطہر مبارک پوری۔ حیات وخدمات۔ اجمالی تذکرہ

قاضی اطہر مبارک پوریؒ کا خاندانی نام عبدالحفیظ بن شیخ حاجی محمد حسن ہے۔ خاندانی نام آپ کے نانا مولانا احمد حسن رسول پوری (م: ۱۳۵۹ھ) نے رکھا بعد میں قاضی اطہر مبارک پوریؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ ۱۴ رجب ۱۳۳۴ھ بمطابق ۷ امئی ۱۹۱۶ کو محلہ حیدر آباد، قصبہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ صوبہ اتر پردیش انڈیا میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام شیخ حاجی محمد حسن بن شیخ حاجی لعل محمد بن شیخ محمد رجب بن شیخ محمد رضا بن شیخ امام بخش بن شیخ علی (م: ۱۱ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ) ہے۔ والدہ کا نام حمیدہ بنت مولانا احمد حسین رسول

پوریؒ بن شیخ جمال الدین (م: ۱۳۵۲ھ) ہے۔ قاضی اطہر مبارک پوریؒ کے والد شیخ حاجی محمد حسن اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے جبکہ آپ اپنے والد کے چھ بچوں بالترتیب پانچ لڑکے اور ایک لڑکی میں سب بڑے تھے(۱)

باقاعدہ تعلیم

قاضی مبارکپوریؒ نے اس زمانہ میں رواج کے مطابق قاعدہ بغدادی، قرآن شریف اور اردو کی ابتدائی تعلیم محلّہ کے گھریلو مکتب سے شروع کی۔ گھر میں والد اور والدہ سے پڑھتے جب آپ تیسرا پارہ پڑھ رہے تھے تو آپ کو مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور میں داخل کروادیا گیا۔ یہاں حافظ علی حسن سے قرآن کریم اور منشی اخلاق احمد سے ریاضی اور مولانا نعمت اللہ سے فارسی وخوش نویسی کی تعلیم لی یوں پندرہ برس کی عمر تک اردو اور فارسی کی تعلیم مکمل کی۔ ۲

صفر ۱۳۵۰ھ تا شعبان ۱۳۵۸ھ تقریباً آٹھ برس تک مدرسہ احیاء العلوم مبارک پور کے اساتذہ کے زیر سایہ علوم دینیہ سے بہرہ مند ہوئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- ☆ آپ نے اکثر کتابیں مفتی محمد یسین مبارک پوریؒ (م: ۱۴۰۴ھ) سے پڑھیں۔
- ☆ منطق وفلسفہ کی زیادہ کتابیں مولانا شکر اللہ نعمت مبارک پوریؒ (م: ۱۳۶۱ھ)
- ☆ علم منطق کی بعض کتابیں مولانا بشیر احمد مبارک پوریؒ (م: ۱۴۰۴ھ) سے پڑھیں۔
- ☆ تفسیر جلالین مولانا محمد عمر مظاھری مبارک پوریؒ سے پڑھیں۔
- ☆ عروض وقوافی اور ہیت کے بعض اسباق اپنے حقیقی ماموں مولانا محمد یحییٰ رسولپوریؒ (م: ۱۳۸۷ھ) سے پڑھ کر اُردو، فارسی اور عربی میں صاحب کمال ہوئے۔

دورہ حدیث

مدرسہ احیاء العلوم میں مروجہ نصاب مکمل کرنے کے بعد ۱۳۵۸ھ میں جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد کا علمی سفر کیا اور مولانا سید فخر الدین احمد (م ۱۳۹۲ھ) سے جو اس وقت شیخ الحدیث تھے صحیح بخاری، سنن ابن ماجہ سنن ابی داؤد اور مولانا سید محمد میاں (م ۱۶ شوال ۱۳۹۵ھ) سے سنن ترمذی اور مولانا سید محمد اسمٰعیل سنبھلیؒ (م ۱۳۹۵ھ) سے صحیح مسلم کا درس لیا اور یوں (۱۳۵۹ھ) میں تمام مروجہ علوم وفنون کی تکمیل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ (۲)

وفات

قاضی اطہر مبارکپوریؒ کئی سال مختلف عوارض کا شکار رہے۔ دوائی پابندی سے استعمال کرتے لیکن بستر علالت پر کبھی نہیں رہے۔ آخری ایام میں ناک میں کوئی تکلیف تھی جس کا آپریشن بھی کروایا گیا لیکن آپریشن کی وجہ سے نقاہت ہوگئی جو برابر موت تک رہی۔

۱۳ جولائی ۱۹۹۶ء کی صبح ناشتہ کیا اور کہنے لگے کھانے کی اشتہا نہیں کمزوری بہت محسوس ہو رہی ہے جس کی وجہ سے پورے بدن میں درد معلوم آتا ہے میرا وقت آگیا ہے۔ کمزوری کی وجہ سے پورا دن نیم بے ہوشی میں گذرا مگر جب کوئی بات کرتا تو پوری توجہ سے سنتے۔ ۱۴ جولائی کی صبح بھی ہلکا سا ناشتہ آپ کو زبردستی کروایا گیا لیکن اس دن بھی کہنے لگے میرے بدن میں بالکل طاقت نہیں اب میرا وقت آگیا ہے۔ دیکھو میں نے بڑی تکلیفیں اٹھا کر یہ علمی خزانہ جمع کیا ہے اگر تم سب اسکی حفاظت کرسکو تو اسکو دارالعلوم دیو بند یا مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کو دے دینا تا کہ اس سے افادہ کا سلسلہ قائم رہے پھر اپنے بیٹوں سے کہنے لگے تمھاری ماں اور بہنیں ہیں انھیں کوئی تکلیف نہ ہو رشتہ داروں اور مہمانوں کا خیال رکھنا اور اس گھر کی روایت برقرار رکھنا اب میری زندگی کے دن پورے ہو چکے کسی وقت بھی کوئی بات ہو سکتی ہے پھر پورا دن نیم بے ہوشی طاری رہی اس دوران بار بار نماز پڑھنے کی خواہش کا اظہار کرتے رہے کئی مرتبہ بٹھایا گیا تیمم کیا لیکن نقاہت کی بناء پر ادا نہ کر سکے۔ مغرب کے بعد نقاہت بڑھتی گئی اور سانس کی رفتار تیز ہوگئی اسی حال میں علم وعمل کا یہ روشن مینارہ تاریخ اسلام کا نیر تاباں جو خطۂ اعظم گڑھ سے چمکا اور نصف صدی اپنی علمی و دینی تحقیقی و تاریخی ضیاء پاشیوں سے سارے عرب وعجم کو منور کرتا رہا کل من علیھا فان کا اطلاق اس پر بھی ہو کر رہا آخر ۲۸ صفر ۱۴۱۷ھ ۱۶ جولائی ۱۹۹۶ء بروز یکشنبہ شب ۹ بج کر ۵۵ منٹ پر تاریخ اسلام کا یہ روشن آفتاب غروب ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون دوسرے دن دوشنبہ کو ساڑھے بارہ بجے دن میں میت کو غسل کے لیے نکالا گیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ابھی نہا کر سوئے ہیں مردنی کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہو رہا تھا پورا بدن روئی کی طرح نرم، چہرہ روشن ایسا کہ ہر شخص کی زبان پر یہی کلمہ تھا کہ مولانا کے عمل کی بشارت اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی دکھا دی۔ سوا تین بجے نماز جنازہ مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بنارس نے پڑھائی اور ساڑھے تین بجے میت قبر میں اتاری گئی اور تدفین عمل میں آئی۔ (۳)

تعارفِ تصنیفات

قاضی اطہر مبارک پوریؒ نے جو زبردست علمی و تحقیقی کارنامے انجام دیے ان کو علمی دنیا ہمیشہ یاد رکھے

گی۔ذیل میں قاضی صاحب کے علمی وتحقیقی کارناموں کی فہرست دی گئی ہے۔اہم ومشہور کتب کو ابتداء اجمالی تعارف کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جب کہ طوالت سے بچنے کی غرض سے بہت سی کتب کا نام دینے پر اکتفا کیا گیا۔

ا۔رجال السند والہند

قاضی مبارک پوریؒ کی یہ معرکۃ الآراء تصنیف ایسی ہے جس کو عرب وعجم میں یکساں مقبولیت حاصل ہوئی۔آپ نے اس کتاب میں ساتویں صدی ہجری سے پہلے کی ان شخصیات کا ذکر کیا ہے جنہوں نے علم و فضل اور سیاست وحکومت میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔

''رجال السند والہند'' سے قاضی مبارکپوریؒ کی مراد سندو ہند کے علماء،محدثین،راویان حدیث،فقہاء، اولیاء،قضاۃ ادباء،شعراء،نحویین،لغویین،اطباء،فلاسفر،حکام سلاطین اور مسلم تجار وصنعت کار ہیں۔اور رجال السند والھند سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے یہاں پیدا ہوکر زندگی گذاری خواہ ان کی وفات سند وھند میں ہوئی یا کہیں اور جگہ،اس طرح وہ لوگ بھی مراد ہیں جن کے آباواجداد وہیں کے تھے لیکن ان کی پیدائش اور وفات کسی اور ملک میں ہوئی۔

کتاب عربی زبان میں ہے جسے ۳۲۸ صفحات پر محمد احمد میمین برادران بمبئی نے مطبع حجازیہ سے ۱۹۵۸ء میں شائع کیا۔پھر اس کتاب میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا اور ۱۹۷۸ء میں دارالانصار قاہرہ (مصر) نے دوجلدوں میں ۵۵۸ صفحات میں شائع کیا۔

۲۔عرب وہند عہد رسالت میں

عرب وہند روابط کے سلسلے میں قاضی صاحب کی یہ تصنیف اپنے موضوع پر انتہائی جامع اور معتبر ومستند حوالوں کے ساتھ علم وتحقیق کا ایک شاندار نمونہ ہے۔سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات طیبہ میں ہندوستان اور عرب کے مابین تعلقات کی نوعیت کیا تھی اور یہ تعلقات کس بناء پر قائم تھے اسی کو قاضی صاحب نے اپنا موضوع بنایا اور کتاب کو پانچ مرکزی عنوانات کے تحت تقسیم کیا ہے۔

۱۹۶۴ء میں اسکا پہلا ایڈیشن ندوۃ المصنفین دہلی نے شائع کیا مصر کے مشہور عالم الدکتور عبدالعزیز عزت عبدالجلیل نے عربی میں ترجمہ کیا اور ''الھند یۃ المصر یہ'' قاہرہ نے ۱۹۷۳ء میں اس کو شائع کیا تنظیم فکرو نظر (سندھ) پاکستان نے سندھی زبان مین ترجمہ کرکے ۱۹۸۶ء میں شائع کیا۔تسہیل وتلخیص کے ساتھ

مولانا ابو مجاھد شمشیر نے ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کا ہندوستان مع ہندوستان صحابہ کے زمانہ میں'' کے نام سے مکتبہ ارسلان بنوری ٹاؤن، کراچی سے ۲۰۰۴ء میں زیورِ طبع سے آراستہ کیا۔

۳۔ ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں

''ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں'' اپنی نوعیت کے اعتبار سے قاضی اطہر مبارک پوریؒ کی پہلی مفصل اور تحقیقی تصنیف ہے۔ مبارک پوریؒ نے سندھ و اس کے گرد و نواح کو جن کو عام مورخین مقامی علاقے اور صوبہ گردانتے ہیں پر مرتب اور تفصیلی بحث کی ہے۔ عمومی طور پر ہماری تاریخ کی بڑی کتابوں میں سلطان محمود غزنویؒ سے پہلے کے مفصل حالات ان علاقوں کے بارے میں نہیں ملتے۔ مولانا مبارک پوریؒ نے انتہائی عرق ریزی کے ساتھ سینکڑوں تاریخی کتب کو بنیاد بناتے ہوئے ان علاقوں میں عرب باشندوں پر اور ان کی حکومتوں اور حالات پر روشنی ڈالی ہے جو ہندوستان کے مغربی ساحل سے لیکر سندھ کی آخری حدود تک تھیں۔

زیرِ نظر کتاب میں قاضی مبارکپوریؒ نے دولت ماھانیہ سنجان دولت ہباریہ منصورہ سندھ، دولت سامیہ ملتان دولت معدانیہ مکران اور دولت معقلیہ طوران کے حکمرانوں، نظام حکومت مشہور مقامات، اسلام اور اہل اسلام پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹٦۷ء میں ندوۃ المصنفین دہلی نے شائع کیا۔

۴۔ اسلامی ہند کی عظمت رفتہ

عرب و ہند تعلقات کے حوالے یہ قاضی مبارک پوریؒ کی یہ تصنیف ان آٹھ مقالات کا مجموعہ ہے جو اسلامی مجلّہ ''معارف'' میں ۱۹٦۰ء تا ۱۹٦۹ء مختلف اوقات میں شائع ہوئے۔ قاضی صاحب کی اس تصنیف کو ندوۃ المصنفین دہلی نے ۱۹٦۹ء میں شائع کیا۔

۵۔ خلافت راشدہ اور ہندوستان

زیرِ نظر کتاب مولانا مبارک پوریؒ کی عرب و ہند تعلقات کے حوالے سے دوسری تصنیف ہے۔ جس میں خلافت راشدہ کے زمانے کے ہندوستان کا ذکر ہے اور ان مقامات اور اصحاب و تابعین کا ذکر ہے جو ہندوستان آئے۔ یہ کتاب ۲۸۰ صفحات پر مشتمل ہے ۱۹۷۲ء میں ندوۃ المصنفین نے اسکو شائع کیا۔

٦۔ خلافت بنو امیہ اور ہندوستان

عرب و ہند تعلقات کے حوالے سے یہ کتاب قاضی مبارکپوری کی تیسری تصنیف ہے۔ جس میں

اسلامی ہند کی ۹۰ نوے سالہ تاریخ ہے جو ۴۰ھ سے ۱۳۲ھ تک کے احوال و کوائف پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں اموی دور کی فتوحات، امارات، ملکی و شہری انتظامات اور مسلمانوں کے تمدنی، ثقافتی، علمی اور معاشرتی حالات اور اہل ہند اور مسلمانوں کے درمیان تعلقات پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب کا ۵۷۱ صفحات پر مشتمل پہلا ایڈیشن ندوۃ المصنفین نے ۱۹۷۵ء میں شائع کیا۔

۷۔الھند فی عھد العباسیین

قاضی مبارکپوریؒ کی یہ تصنیف دراصل ''العقد الثمین و من ورد فیھا من الصحابۃ و التابعین'' کے سلسلے کا دوسرا جزء ہے جس میں عہد عباسی میں ہندوستان سے تعلقات و روابط کی نوعیت کا بیان ہے۔ ۸۷ صفحات پر مشتمل اس کتاب کو دارالانصار قاہرہ (مصر) نے شائع کیا۔

۸۔العقد الثمین فی فتوح الھند و من وردفیھا من الصحابۃ و التابعین

یہ کتاب قاضی مبارک پوریؒ کی عربی تالیف ہے جس میں عرب اور ہند کے ثقافتی روابط کا بیان ہے۔ یعنی ایک ایسی بیش قیمت لڑی ہے جس میں ہندوستان کی فتوحات اور یہاں تشریف لانے والے صحابہ وتابعین جیسے آب دار موتیوں کے دانوں کو پرویا گیا ہے۔

قاضی صاحب نے اس کتاب میں سب سے پہلے ان غزوات کو ذکر کیا ہے جو اسلامی خلفاء کے زمانہ میں ہندوستان میں لڑے گئے۔ پھر ان ہندوستانی امیروں اور حکمرانوں کا ذکر ہے جو خلافت کی طرف سے ہندوستانی علاقوں یا ہندوستانی غزوات میں نامزد ہوئے تھے۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ، تابعین، اور تبع تابعین کا ذکر کیا ہے پھر ان اکابرین کا بیان ہے جنھوں نے تابعین کا زمانہ پایا ہے۔ ہندوستان میں جو صحابہ و تابعین، محدثین و فقہا تشریف لائے ان کی خدمات کی یہ مبسوط تاریخ پہلی بار ابتداء مولوی محمد بن غلام رسول سورتی بمبئیؒ نے ۳۳۵ صفحات میں شائع کی۔ دوسری بار دارالانصار قاہر (مصر) نے ۱۹۷۹ء میں طبع کرائی جو ۲۳۱ صفحات پر مشتمل ہے۔

۹۔دیار پورب میں علم اور علماء

قاضی اطہر مبارک پوریؒ نے اس کتاب میں سرزمین پورب میں اسلام اور علمائے اسلام کے اُن ان مٹ نقوش پر بات کی ہے جن کی بدولت آج بھی اس خطے مین اسلام کی کھیتی لہلہا رہی ہے۔ پورب دراصل مسلم دورِ حکومت میں دہلی کے مشرق میں صوبہ الہٰ آباد، صوبہ اودھ، صوبہ عظیم آباد پر مشتمل خطہ ہے۔ ہر صوبہ

میں دارالامارات تھے، عالیشان عمارتیں تھیں شرفاء کے محلات، علماء مشائخ مدارس اور مساجد تھیں۔ دیار پورب سے متعلق علماء، فضلاء کا باقاعدہ تعارف مولانا غلام علی آزاد بلگرامی نے ''سبحۃ المرجان'' اور مآثر الکرام میں پہلی مرتبہ کروایا بعد میں بھی کئی کتابیں لکھی گئی جن میں دیار پورب سے متعلق حالات واقعات اور شخصیات کا تعارف تھا مگر اب اکثر ناپید ہیں۔ پیش نظر کتاب ''دیار پورب میں علم اور علماء'' اردو زبان میں اپنی طرز کی پہلی جامع اور مفصل کتاب ہے جس میں پورب اور علمائے پورب کے کارناموں کا تفصیلی تعارف ہے۔ اس کتاب میں دیار پورب کی سات سو سالہ تاریخ کا جائزہ لیا گیا ہے امولانا مبارک پوریؒ کی یہ کتاب ۱۹۷۹ء میں ندوۃ المصنفین نے پہلی مرتبہ شائع کی۔

۱۰۔ تدوین سیر ومغازی

''تدوین سیر ومغازی'' مولانا مبارک پوریؒ کی اہم اور معرکۃ الآراء کتاب ہے اور بلا تردید کہا جا سکتا ہے کہ اردو زبان میں اپنے موضوع پر پہلی کتاب ہے۔ فن سیر ومغازی مسلمانوں کا ایک خاص فن ہے اور اساطین امت نے اسکی بڑی خدمت کی ہے لیکن اس فن کا آغاز کب ہوا؟ کیسے ہوا؟ یہ فن مدون کیا ہوا؟ اس وقیق بحث کو مولانا مبارک پوریؒ نے ''تدوین سیر ومغازی'' کا موضوع بنایا ہے۔ اس کتاب میں تیسری صدی تک کے علمائے سیر ومغازی اور انکی تصانیف کا ذکر ہے۔

کتاب ۵ ابواب پر مشتمل ہے۔ تدوین سیر ومغازی کی ابتدا مولانا مبارک پوریؒ نے ۲۳ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ میں کی اور انتہا جمعہ کیم ربیع الاول ۱۴۰۹ھ میں کی۔ محدود وسائل اور شخصی مصروفیات کی وجہ سے آپ نے آٹھ سال کی طویل مدت میں اس کتاب کو تالیف کیا۔ ۱۹۹۰ء میں شیخ الہند اکیڈمی دیوبند نے اس کتب کو شائع کیا۔

۱۱۔ خلافت عباسیہ اور ہندوستان

یہ کتاب مولانا مبارک پوریؒ کی عرب و ہند تعلقات کے حوالے سے چوتھی تصنیف ہے۔ آپ نے اس کتاب میں عباسی دور خلافت کی ایک سو پندرہ سالہ تاریخ کے غزوات وفتوحات، عباسی امراء و حکام، ملکی و شہری انتظامات، عرب و ہند کے مابین تجارتی تعلقات، ہندی علوم وفنون اور علماء، اسلامی علوم وفنون اور ہندی موالی وممالیک وغیرہ مستقل عنوانات پر مفصل و مستند معلومات پیش کی ہیں۔ اور ہندوستان کے مسلموں اور غیر مسلموں کے عالم اسلام سے علمی وفکری روابط کی تفصیل درج ہے۔ قاضی مبارک پوریؒ کی اس تصنیف کو پہلی

مرتبہ ۱۹۸۲ء میں ندوۃ المصنفین نے شائع کیا۔

۱۲۔ ہندوستان میں علم حدیث کی اشاعت

یہ رسالہ دراصل ایک مقالہ ہے جو سندھ پاکستان کی ادبی سندھی کانفرنس جو ۱۹۸۴ء میں منعقد ہوئی تھی خود شریک ہو کر پڑھا تھا۔ اس میں پوری تحقیق کی گئی ہے کہ ہندوستان میں علم، حدیث ابتداء اسلام میں آیا ہے۔ ناشر فہیم بک ڈپو ؤ ناتھ بھنجن انڈیا نے ۴۸ صفحات پر مشتمل اس کتابچہ کو ۲۰۰۶ء میں شائع کیا ہے۔

۱۳۔ تاریخ اسماء الثقات

ابن شاہینؒ بغدادی کا مخطوط ہے اسکا ایک مخطوطہ جامع مسجد بمبئی کے کتب خانے میں تھا جس سے قاضی صاحب نے نقل کی۔ اسکی ابتداء میں آپ نے ایک مقدمہ تحریر فرمایا اس کتاب کو قاضی صاحب کے مقدمہ کے ساتھ ۱۹۸۶ء میں شرف الدین الکتبی واولادہ بمبئی نے شائع کیا۔

۱۴۔ سیرت ائمہ اربعہ

قاضی مبارک پوریؒ کی یہ کتاب سیرت ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے مختصر مگر معتبر و مستند حالات زندگی پر مشتمل ہے۔ ۲۵۵ صفحات پر مشتمل اس کتاب کو پہلی مرتبہ شیخ الہند اکیڈمی دیوبند نے ۱۹۸۹ء میں طبع کرایا۔ اس کا پہلا ایڈیشن مکتبہ تنظیم اہل سنت لاہور ۱۹۴۶ء میں شائع کیا تھا۔

۱۵۔ خیر القرون کی درسگاہیں اور انکا نظام تعلیم و تربیت

قاضی مبارکپوریؒ کی یہ تصنیف رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان انما بعثت معلما کی جھلکیوں پر مشتمل ہے جس میں عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عہد صحابہ اور عہد تابعین کے حلقات ومجالس کی تعلیمی سرگرمیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کو شیخ الہند اکیڈمی نے ۱۹۹۵ء میں شائع کیا۔

۱۶۔ مسلمانوں کے ہر طبقہ وہر پیشہ میں علم اور علماء

زیر نظر کتاب ''مسلمانوں کے ہر طبقہ وہر پیشہ میں علم اور علماء'' قاضی مبارک پوریؒ کی چند معرکۃ الآراء تصانیف میں سے ایک ہے۔ اور موضوع کی انفرادیت کے اعتبار سے اردو میں پہلی باضابطہ تصنیف ہے بلکہ عربی میں بھی خاص طور پر اس طرز پر پہلے کوئی کام نہیں کیا گیا۔

''مسلمانوں کے ہر طبقہ و ہر پیشہ میں علم اور علماء'' درصل ایک مقالہ تھا جو آپ نے ۱۹۵۵ء میں جمعیۃ علمائے ہند کی دعوت پر انجمن خدام النبی کے زیر نگرانی ''آل انڈیا دینی و تعلیمی کنونشن'' کے موقع پر لکھا۔ اور بعد میں مجلّہ ''البلاغ'' کے تعلیمی نمبر میں شائع ہوا۔ جسکو اندرون و بیرون ملک نا صرف پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا بلکہ بہت سے اردو رسائل نے اپنی اشاعتوں میں شریک کیا۔ مضمون کی مقبولیت کی وجہ سے قاضی مبارکپوریؒ نے مزید اضافہ کے ساتھ کتابی شکل دے دی۔

آپ نے اس کتاب میں ایک سو ایک عنوانات کے تحت مسلم معاشرے کے ہر طبقہ اور ہر پیشہ کے سینکڑوں علماء کا اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔ اور ان کی علمی و تعلیمی لگن کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کتاب کے پڑھنے والوں کو یہ سبق دینے کی کوشش کی ہے کہ تمھارے اسلاف اپنے پیشوں سے وابستہ رہ کر بھی علوم نبویہ سے نہ صرف خود سرفراز ہوئے بلکہ زمانوں کو منور کر گئے۔ قاضی اطہر مبارک پوریؒ کی وفات کے بعد شیخ الہند اکیڈمی دیوبند نے اس کتاب کو ۱۹۹۸ء میں شائع کیا۔ ادارہ ''القلم'' کراچی نے قاضی اطہر مبارک پوریؒ کے بیٹے قاضی حسان مبارکپوری کی اجازت سے ''علماء اور کسب حلال'' کے نام سے ۲۰۰۵ء میں شائع کیا۔

۱۷۔ کاروانِ حیات

''کاروان حیات'' قاضی مبارک پوریؒ کی خودنوشت سوانح حیات ہے۔ فرید بک ڈپوپی دہلی نے ۲۰۰۴ء میں چھاپ کر شائع کیا

ان کے علاوہ کتب کے اسماء یہ ہیں:

علمائے اسلام کے القابات وخطابات، آثار واخبار، قاضی اطہر مبارکپوریؒ کے سفرنامے، مکتوبات امام احمد بن حنبل، خواتین اسلام کی علمی ودینی خدمات، تذکرہ علمائے مبارک پور، مآثر ومعارف، **جواھر الاصول فی علم حدیث الرسول** ، آسودگان خاک، جواھر القرآن، علمائے اسلام کی خونیں داستانیں، مطالعات و تعلیقات، مئے طہور، طبقات الحجاج، دیوان احمد، تبلیغی و تعلیمی سرگرمیاں عہد سلف میں، اسلامی نظام زندگی، علیؓ وحسینؓ، صالحات، اسلامی شادی، افادات حسن بصریؒ، حج کے بعد، مسلمان، معارف القرآن۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ قاضی اطہر مبارک پوری کی ہر کتاب علم وفضل کا ذخیرہ اور تحقیق کا شاہکار ہے۔

اب قاضی اطہر مبارک پوری کی تصانیف سے ان کے منہج استدلال کے نظائر پیش کیے جاتے ہیں جو انہوں تاریخی معلومات وواقعات کے لیے اشعار عرب کے تناظر میں اختیار کیا ہے۔

واقعات و معلوماتِ تاریخ کی کھوج اور اشعار سے اساسی استدلال

قاضی صاحب نے اپنی کتب میں بہت سی ایسی تاریخی معلومات تحریر کی ہیں جن کا مصدر کتب تاریخ نہیں بلکہ اشعارِ عرب ہیں۔ان معلومات و واقعات کے بارے اساسی استدلال اشعارِ عرب پر دار و مدار کرتا ہے۔اشعار سے معلوماتِ تاریخ کی دریافت کے اس منہج کی امثلہ درج ذیل ہیں

مسلمانوں کی برصغیر میں آمد و موجودگی کی قدیم دریافت وکھوج قاضی صاحب کا موضوع تحقیق تھا۔اس کے لیے"فتوح مهلب بن ابی صفره بنه و لاهور "کے عنوان کے تحت اپنی مشہور کتاب العقد الثمین فی فتوح الهند و من ورد فیها من الصحابة و التابعین میں بنہ(بنوں، پاکستان)میں مسلمانوں کی حملہ زنی،غلبہ اوراس علاقہ میں مسلمانوں کے آنے کے ثبوت کے طور پر شعر پیش کیا ہے۔(۴)

الم تر ان الا زدليلة بيتوا

بنة كانوا خير جيش المهلب (۵)

''کیا ہم نے نہیں دیکھا قبیلہ ازد کو کہ انھوں نے بنہ میں ایک رات گزاری اس حال میں کہ وہ مہلب کے لشکر کا بہترین حصہ تھے"۔

اسی طرح اپنی کتاب ''عرب و ہند عہد رسالت میں'' میں نبوی دور میں ہندوستانی اشیاء سے متعلق قاضی صاحب نے جابجا اس عہد کے شعراء کے اشعار سے بنیادی استدلال کیا ہے۔ ہندوستانی اشیاء ہوں یا ہندوستانی کی قومیں آپ نے اپنی بات کی تائید میں سینکڑوں جگہ پر اشعار کو بطور دلیل پیش کیا ہے جسکی چند امثلہ پیش کی جاتی ہیں۔

جاٹوں سے متعلق قاضی صاحب عویم بن عبداللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"ويغني الزط عبد القيس عنا و تكفينا الا ساورة المزونا "(٦)

ہمارے مقابلے میں عبدالقیس کو جاٹ کافی ہیں اور ہمارے لیے اساورہ کافی ہیں (٧)

ایک دوسرے شاعر کا شعر نقل کرتے ہیں:

"فجئنا بحي وائل وبلفها و جائت تميم زطها والاساور"(٨)

ہم وائل کے دونوں قبیلوں اور اسکے دوستوں کو لیکر آئے اور بنو تمیم اپنے جاٹوں اور اساورہ کو لیکر

آئے۔(۹)

واقعات تاریخ کی تائید میں اشعار سے اثباتی استدلال

قاضی صاحب کی کتب میں ایسے متعدد مقامات ہیں جہاں کسی تاریخی واقعہ کی تائید میں اشعار لائے گئے ہیں اور اصلاً اس کا مصدر کتب تاریخ ہیں۔عرب و ہند میں قدیم تجارتی تعلقات کے تحت ان اشیائے تجارت کی تفصیل بیان کی گئی ہے جو ہندوستان سے عرب کے علاقوں میں بھیجی جاتی تھی۔ ان میں ایک ہندی تلوار بھی تھی ہندی تلوار عرب کی تاریخ میں عرب تیغ زنوں میں بہت مقبول رہی۔

مبارک پوریؒ ہندی تلوار کی شہرت سے متعلق عرب شاعر طرفہ بن عبد کا شعر نقل کرتے ہیں۔(۱۰)

وظلم ذوی القربی اشد مضاضۃ

علی المرء و قع الحسام المهند (۱۱)

آدمی کے لیے اپنوں کا ظلم

ہندی تلوار سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

اس طرح ہندوستانی اشیاء سے متعلق بھی دو شعراء کے اشعار نقل کیے ہیں(۱۲)

امراءالقیس نے کہا:

اذا قامتا تضوع المسك منهما

نسیم الصبا جاء ت بریا القرنفل (۱۳)

جب وہ دونوں کھڑی ہوتی ہیں تو ان سے مشک کی خوشبو پھیلتی ہے گویا نسیم لونگ کی خوشبو لائی ہے۔

اسی طرح ہندوستانی لکڑی ساگوان کے حوالے سے نابغہ شیبانی کا شعر نقل کرتے ہیں۔

وقبة لا تكاد اطير تبلغها اعلى محار بها بالساج مسقوف

اس قبہ کی بلندی کو پرندے بھی نہیں پہنچ سکتے اس کی سب سے اونچی محراب پر ساگوان کی چھت بنی ہے۔

اشعار سے استدلال کی غلطی اور تصحیح تاریخ

قاضی مبارک پوری نے جہاں اشعار سے استدلال کا منہج اختیار کیا ہے وہاں اشعار سے استدلال کے نتیجے میں پیدا ہونے تاریخی مغالطوں کی نشاندہی اور محققانہ کی تصحیح بھی فرمائی ہے۔مولانا اپنی کتاب اسلامی ہند کی عظمت رفتہ میں لکھتے ہیں کہ تقریباً تمام مورخوں نے ہندوستان کی امارت وفتوحات کے وقت محمد بن قاسم

کی عمر صرف ۱۷ سال بتائی ہے۔ ان مورخین میں خلیفہ بن خیاط نے سترہ سال، (۱۴) یعقوبی نے ۱۵ سال (۱۵) ابن قتیبہ نے ۱۷ سال (۱۶) علامہ ابن حزم نے ۱۷ سال اور علامہ ابن کثیر نے بھی سترہ سال ہی بیان کی ہے۔ (۱۷)

قاضی صاحب بیان کرتے ہیں کہ محمد بن قاسم کی عمر سے متعلق مغالطہ یزید بن حکم کے اشعار کی وجہ سے ہوا۔

یزید بن حکم کہتا ہے۔

ان الشجاعة، والسماحة والندی محمد بن القاسم بن محمد

شجاعت اور شرافت اور سخاوت محمد بن قاسم بن محمد کے لیے سزاوار ہے۔

فاد الجیوش لسبع عشره حجه با قرب ذلك سودداً من مولد (۱۸)

انھوں نے سترہ سال کی عمر میں فوجوں کی قیادت کی

ان کی پیدائش اور سرداری کے درمیان کا زمانہ کتنا قریب ہے

ان اشعار کو نقل کرنے کے بعد کے قاضی صاحب فرماتے ہیں۔

''ہمارے مورخوں کے اقوال کو مان کر محمد بن قاسم کی عمر ۹۲ھ یا ۹۳ھ میں فتح ہندوستان کے وقت صرف سترہ سال کی تسلیم کر لی جائے تو ۸۳ھ میں جب کہ وہ فارس کے امیر بنائے گئے تو ان کی عمر چھ سات سال ماننی پڑے گی جو ایک مضحکہ خیز بات ہوگی اس عمر میں کسی بچے کو ملک کی ولایت اور غزوات کی امارت تو دور کی بات ہے گھر کی کوئی معمولی ذمہ داری بھی نہیں ملتی درحقیقت فارس کی امارت کے وقت محمد بن قاسم کی عمر سترہ سال تھی اور اسی موقع پر بعض شعراء نے ان کارناموں کو دیکھ کر یہ اشعار کہے تھے اور اعتراف کیا تھا کہ محمد بن قاسم اپنی جوانی میں اور نوخیزی کے باوجود قابلیت اور صلاحیت، مروت و شرافت اور دریا دلی اور سخاوت میں تجربہ کار رسیدہ بزرگوں کی صف کے آدمی ہیں۔ ان اشعار کا تعلق ہندوستان سے نہیں بلکہ اس وقت انکی عمر ۲۶ یا ۲۷ سال کی تھی''۔ (۱۹)

شخصی اخلاق و کردار پر اشعار سے استدلال

الحکم بن المنذر العبدی تابعی کے تذکرہ میں الکذاب الحرمازی کے صرف دو شعر ذکر کر کے ان کی شخصیت، سیرت و کردار پر استدلال کیا ہے ان دو اشعار کے علاوہ ان کے بارے کچھ تحریر نہیں کیا گیا۔ (۲۰)

یا حکم بن المنذر الجارود سرادق الملك علیك ممدود

انت الجوادبن الجواد المحمود　نبت فی الجود، وفی بیت الجود(۲۱)

ترجمہ: اے حکم بن المنذر رجارودد، آپ پر بادشاہت کے خیموں کا سایہ دراز ہے آپ قابل تعریف سخی ابن سخی ہیں آپ نے سخاوت کے گھر میں پرورش پائی اور سخاوت کے گھر میں ہی رہے۔

تحقیق اسماءِ اماکن اور اشعار سے استدلال

قاضی صاحب کے اشعار سے استدلال کو ایک پہلو شہروں اور علاقوں ناموں کے اہل عرب کے ہاں درست اور معروف ومروج تلفظ کی تحقیق میں اشعار سے دلیل پکڑنا ہے۔ جیسا کہ مکران کے اہل عرب ہاں درست تلفظ کے بارے حکم بن عمرو ثعلبی کے اشعار سے استدلال کیا ہے کہ عرب اس کو مکران کاف کی تشدید کے ساتھ بولتے ہیں(۲۲)

لقد شبع الارامل غیر فخر

بفی ء جا ئهم من مکّران

اتاهم بعد مسغبة و جهد

وقد صفر الشتاء من الدخان(۲۳)

بیوہ عورتیں آسودہ ہوگئیں اور اس میں کوئی فخر کی بات نہیں، اس مال غنیمت سے جو مکران سے آیا۔ یہ مال غنیمت بڑی دشواری اور مشکل کے بعد آیا جب کہ دھواں کے سبب موسم سرما زرد ہوگیا تھا

شاعروکمال شعریت پر استدلال

قاضی صاحب کسی شخصیت کے علم وفضل کے ذیل میں جب اس کا شاعر ہونا ذکر کرتے ہیں تو بالالتزام کوشش کرتے ہیں کہ اس کے کچھ اشعار درج کر کے اس کے شاعر ہونے کا ثبوت بہم کیا جائے۔ مثلاً اپنی کتاب ''رجال السند والہند'' میں ابوعطاء سندھی کوفی کے تذکرہ میں اس کے شاعر ہونے کے اثبات میں طویل کلام کیا ہے اور بہت سے اشعار نقل کیے ہیں بلکہ ایک پہلو سے تو اس کے حالات زندگی بھی اس کے اشعار سے اخذ کیے ہیں یا یوں کہا جائے کہ اسی کے اشعار سے اس کے حالات بھی بیان کیے ہیں۔ قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ خاندان بنوعباس کے لوگ ابوعطاء سے اس وجہ سے نفرت کرتے تھے کہ اس نے خلفائے بنو امیہ کی شان میں مدحیہ قصاید کہے تھے لیکن جب اقتدار بنوامیہ کے ہاتھوں سے نکل کر خاندان بنوعباس میں آ گیا تو اس نے بھی اپنا قبلہ بدلنا چاہا مگر بنوعباس نے منظور نہ کیا، اس کی وجہ سے ان کی مذمت کرنے لگا اس

قبیل کا درج ذیل شعر ہے(۲۴)

فلیت جور بنی مروان عا دلنا

ولیت عدل بنی العباس فی النار(۲۵)

(بنو مروان کا ظلم بھی ہمارے حق میں انصاف ہے اور کاش بنو عباس کا انصاف بھی جہنم کی نذر ہو)

اسی طرح ''العقد الثمین'' میں الصمۃ بن عبداللہ القشیر ی کے حالات میں لکھا ہے

''انہ کان شریفا شاعرا نسکا عابدا و کان من شعراء نجد کا ن

یسکن بادیة العراق فا نتقل الی الشام

ثم الی بلاد الشرق ، و کان من الشعراء العشاق الذین لم یوفقوا

فی عشقھم ...وقال الحموی قا ل

الصمة بن عبد الله القشیری وھو بالسند

یا صاحبی اطال اللہ رشدکما عوجا علی صدور الابغل السنن

ثم ارفعا الطرف ھل تبدو لناظعن بحائل ،یا عناء النفس من ظعن ''(۲۶)

وہ شریف، زاہد و عابد شاعر تھے۔شعراء نجد میں تھے۔پہلے عراق کے نوح میں رہتے تھے پھر شام منتقل ہوئے پھر بلاد مشرق میں آباد ہو گئے۔

ان عشاق شعراء میں سے تھے جنہیں اپنے عشق میں موافق حالات نہیں ملے۔حموی کا کہنا ہے کہ الصمۃ بن عبداللہ القشیر ی نے یہ شعر کہے

جب وہ سندھ میں تھے

اے میرے دو دوستو اللہ کجی سے تمہیں سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے جب راستے باہم مل کر پیچیدہ ہو جائیں

تمہاری نظریں بلند ہوئیں،تو کیا ہمارے لیے حائل ہو جانے والا سفر ظاہر ہو گیا، ہائے نفس کی سفر سے تھکن''

قاضی مبارک پوری کے اشعار سے منہج استدلال کو اگر نکات کی صورت میں بیان کیا جائے تو درج ذیل سامنے آتے ہیں

۱۔حقایق تاریخیہ کی دریافت کے لیے کتب تاریخ کے علاوہ دیگر علوم کی کتب کو مرجع و ماخذ بنانا تحقیقی کاوشوں میں ایک مفید عمل ہے اور بہت سے حقایق کی کھوج یا بازیافت کا عمل اس سے ممکن ہے۔ اگر قاضی صاحب کا یہ اصول قرآن سے مستنبط سمجھا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں کیونکہ قرآن کی یہ آیت تصدیق یا تکذیب قرآن کے لیے دیگر علوم سے استفادہ کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ایتونی بکتاب من قبل ھذا او اثارۃ من علم ان کنتم صادقین(۴۷)

میرے پاس کوئی اس کتاب سے قبل کسی کتاب کی دلیل لاؤ یا کوئی دوسرے آثار علمیہ سے دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔

اثارۃ من علم یقیناً دیگر علوم سے استفادہ کا اظہار ہے۔

۲۔تاریخی حقایق کے استناد کا مسئلہ احادیث کے استناد کی طرح نہیں ہے۔ تاریخ سے حقایق دینیہ یا احکامات شرعیہ مقصود نہیں ہوتے۔

۳۔اشعار سے استدلال ہمہ پہلو ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ قاضی صاحب نے واقعات و معلومات تاریخ کی کھوج اور اشعار سے اساسی استدلال، واقعات تاریخ کی تایید میں اشعار سے اثباتی استدلال، اشعار سے استدلال کی غلطی اور تصحیح تاریخ اور شخصی اخلاق و کردار پر اشعار سے استدلال کے مناہج اختیار کیے ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔قاضی اطہر مبارکپوری، کاروان حیات، ص۱۹، بیت العلم، کراچی، ۲۰۰۵ء

۲۔ایضاً، ص۲۸۔۲۹

۳۔یہ حالات راقم کو ٹیلیفون پر قاضی اطہر مبارکپوریؒ کے بیٹے قاضی سلمان مبشر مبارک پوری نے بیان کئے۔

۴۔قاضی اطہر مبارکپوری، العقد الثمین فی فتوح الھند ومن ورد فیھا من الصحابۃ والتابعین، دارالانصار، ص۹۴

۵۔ابن الاثیر، عز الدین، ابوالحسن علی بن ابی الکرم، الکامل فی التاریخ، تحقیق: عمر عبد السلام تدمری، ج ۳، ص۴۳، دارالکتاب العربی، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۷ء

۶۔ابوعبیدۃ معمر بن المثنی، شرح نقائض جریر والفرزدق، تحقیق: محمد ابراہیم حور، ولید محمود خالص، المجمع الثقافی، ابوظبی، طبع دوم، ۱۹۹۸ء، ج۱، ص۲۸۴

۷۔قاضی اطہر مبارکپوری، عرب و ہند عہد رسالت میں، ندوۃ المصنفین دہلی، ۱۹۶۴ء، ص۱۱

۸۔ابن منظور الافریقی، ابوالفضل محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت، طبع سوم، ۱۴۱۴ھ، ج۷، ص۳۰۸

۹۔عرب و ہند عہد رسالت میں، ص ۶۰

۱۰۔ایضاً۔ص ۴۲

۱۱۔الزوزنی، حسین بن احمد، ابو عبداللہ، شرح المعلقات السبع ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول، ۲۰۰۲ء، ص ۱۱۳

۱۲۔عرب و ہند عہد رسالت میں، ص ۵۰

۱۳۔الانباری، ابو بکر محمد بن قاسم بن بشار، شرح القصائد السبع الطوال الجاھلیات، تحقیق: عبد السلام محمد ھارون، دار المعارف، طبع پنجم، ص ۴۹

۱۴۔خلیفہ بن خیاط، العصفری، ابو عمر، تاریخ خلیفہ بن خیاط، تحقیق: د۔ اکرم ضیاء عمری، موسسۃ الرسالۃ ، بیروت، طبع دوم، ۱۳۹۷ھ، ص ۸۲

۱۵۔الیعقوبی، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر، تاریخ الیعقوبی، تحقیق: عبد الامیر مھنا، شرکۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۲۰۱۰ء، ج ۲، ص ۲۱۳

۱۶۔ابن قتیبہ الدینوری، ابو محمد عبد اللہ بن مسلم، الامامۃ والسیاسۃ، تحقیق: الاستاذ علی شیری، دار الاضواء للطباعۃ، طبع اول ۱۹۹۰ء، ج ۲، ص ۳۹

۱۷۔ابن کثیر، ابو الفداء، اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنہایۃ، تحقیق: عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی، دار ھجر للطباعۃ والنشر، طبع اول، ۱۴۱۸ھ، ج ۱۲، ص ۴۴۵

۱۸۔الابشیھی، ابو الفتح، شہاب الدین محمد بن احمد، المستطرف فی کل فن مستطرف، عالم الکتب، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۹ھ، ص ۲۴۰

المرزبانی، ابو عبد اللہ محمد بن عمران، معجم الشعراء، تصحیح وتعلیق: الدکتور ف۔ کرنکو، دار الکتب العلمیہ بیروت، طبع دوم، ۱۴۰۲ھ، ص ۴۱۴

۱۹۔قاضی اطہر مبارکپوری، اسلامی ہند کی عظمت رفتہ، فیکس بک لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۱۰۷

۲۰۔العقد الثمین۔ص ۱۱۴

۲۱۔الزمخشری، جار اللہ، ربیع الابرار ونصوص الاخیار، موسسۃ الاعلمی، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۲ھ، ج ۱، ص ۴۴۰

ابو عبیدہ معمر بن المثنی، الدیباج، تحقیق: د۔ عبد اللہ بن سلیمان الجربوع، د۔ عبد الرحمان بن سلیمان العثیمین، مکتبۃ الخانجی بالقاھرۃ، طبع اول ۱۴۱۱ھ، ص ۱۵

۲۲۔قاضی اطہر مبارک پوری،، رجال السند والھند ترجمہ سندھ و ہند کی قدیم شخصیات، مترجم: مولانا عبد الرشید بستوی، مکتبۃ خدیجۃ الکبریٰ، کراچی، طبع اول، ۲۰۰۵، ص ۷۸،۷۹

۲۳۔الطبری، محمد ابن جریر، تاریخ الامم والملوک، دار الکتب العلمیہ بیروت، طبع اول، ۱۴۰۷ھ، ج ۲، ص ۵۵۵

۴۴۔ رجال السند والھند ترجمہ سندھ و ہند کی قدیم شخصیات، مترجم: مولانا عبدالرشید بستوی، ص۳۸۹، ۳۹۰

۴۵۔ الاصفہانی، ابوالفرج، الاغانی، تحقیق: سمیر جابر، دارالفکر بیروت، طبع دوم، ج ۱۷، ص ۳۳۳

۴۶۔ العقد الثمین۔ ص۱۳۲

۴۷۔ الاحقاف۔ ۴

☆☆☆☆☆